AUSTRALIAN JOURNAL OF HUMANITIES AND ISLAMIC STUDIES RESEARCH (AJHISR)
Vol.2, Issue 1, Jan-16 to Jul-16

URDU – EXPLANATORY APPROACH OF ALLAMA ABDUS SATTAR MUHADITH DAHELVI IN NUSRAT UL BARI SHARH OF SAHIH BUKHARI

URDU – نصرۃ الباری شرح صحیح بخاری میں علامہ عبدالستار محدث دہلوی کے تشریحی تفردات

Muhammad Ibrahim Muhammadi
Research Scholar, Department of Comparative religion & Islamic culture, University of Sind, Pakistan

ABSTRACT:

ALLAMA ABDUL SATTAR MOHADITH DEHELVI (1905-1966) is a renowned Islamic scholar from IndoPak subcontinent who offered matchless services to Uloom Al-Islamia in general, and hadith sciences in particular. He did not restrict himself to teaching and learning but also influenced and participated in reform and dawah movements in the subcontinent for 40 years. He wrote 28 books covering a broad range of subject areas related to Quranic exegesis, prophetic traditions, usool and jursiprudence. In this paper, we have reviewed his approach towards the explanation of Sahih Al Bukhari in his master-piece 'Nusrat ul Bari'. His approach is very profound and strongly rooted in the manhaj of the pious predecessors of Islam.

Keywords: Hadith, Sahih Bukhari, Nusrat ul Bari, Abdus Sattar Mohadith Dahelvi, Quran

دنیا میں جتنی بھی شریعتیں اتاری گئیں ان سب کا نتیجہ قرآن وحدیث کی شکل میں اپنے منطقی مجموعے تک پہنچا ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک جتنی بھی امم پیدا کی گئیں ان کی ضروریات حالات اور علاقوں کے ماحول کے حوالے سے انبیاء کو بھیج کر وہاں کے لوگوں کو توحید کی دعوت بالعموم اور اس کی ضروریات کیلئے بالخصوص احکام دینیہ سے نوازا گیا اطاعت پر انعام اور معصیت پر سزا کا مرحلہ سنا دیا گیا اور جس نے بھی اطاعت کی اسے اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعام کا حقدار قرار دیا گیا۔ پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ بنی اسرائیل کو تمام سابقہ اقوام پر فضیلت دے دی گئی چنانچہ قرآن مجید میں اس کا تذکرہ کچھ یوں کیا گیا ہے کہ :

"یابنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین"(1)

"اے بنی اسرائیل (یعقوب کی اولاد) یاد کرو اس میری وہ نعمت جو میں نے تم پر انعام کی اور تمہیں تمام اقوام عالم پر فضیلت بخشی"۔

اب اس آیت کریمہ پر غور فرمائیں تو نہایت طور پر واضح ہو جائے گا کہ فضیلت و کرامت کے حوالے سے بنی اسرائیل جیسی عزت کسی کو بھی عطا نہیں ہوئی۔ لیکن جب یہی قوم اپنے فرائض سے بیگانہ ہوئی اور حیلہ سازیوں کی مرتکب ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل بندر بنا دیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد گرامی ہے کہ :

"فقلنا لھم کونوا قردۃً خاسئین"(2)

"پس ہم نے حکم دیا کہ تم (نافرمانی کے سبب) ذلیل بندر بن جاؤ"۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ انہیں فضیلت کے منصب سے ختم کر کے جانور بنادیا گیا۔اس کی وجہ حیلہ سازیاں اور آسمانی کتب کی تشریح میں تحریف تھی چنانچہ قرآن مجید نے اس کی طرف بھی اشارہ فرمادیا کہ :

"یحرفون الکلم عن مواضعہ "(3)

"ان اہل کتاب نے (یہ ظلم کیا کہ تورات اور انجیل کی عبارات میں) تحریف کی اور اسے یکسر بدل ڈالا"۔

اب ذرا دیکھئے کہ اس قوم نے آسمانی کتاب کی عبارات میں تحریف کی اور یہ کتنا بڑا جرم ہے۔دوسرا بڑا جرم جسے قرآن مجید نے واضح کیا ارشاد گرامی ہے کہ :

"یکتبون الکتاب بایدیہم ثم یقولون ھذا من عند اللہ"(4)

"اپنی طرف سے فتوے لکھ لکھ کر عوام الناس میں تقسیم کیے پھر کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے"۔

اسی طرح کے کئی ایک جرائم سامنے آئے چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل بھی فرمایا اور اس کی حفاظت کا ذمہ بھی لیا چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد گرامی ہے کہ :

"انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحٰفظون"(5)

"بے شک ہم نے ہی قرآن مجید کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں"۔

اس آیت سے جو کیفیت واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی عبارت میں کوئی بھی ردوبدل نہ کر سکے گا۔کیونکہ اس کا ذمہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور وہ اپنے رسول ﷺ کے ذریعے اس کی تشریح بھی کرائے گا اور وہ تشریح بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگی چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ :

"وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ"(6)

"ہمارا نبی اس وقت تک بولتا ہی نہیں جب تک کہ ہماری طرف سے اجازت نہ ہو جائے"۔

گویا کہ وحی جلی ہو یا وحی خفی ہو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے۔

قرآن مجید کے فہم و تفہیم تفسیر و تاویل کا دوسرا بڑا ماخذ سنت رسول ﷺ ہے۔یعنی قرآن مجید کی تشریح کیلئے جو کلمات بھی آپ ﷺ کی زبان سے نکلے وہ قرآن مجید کی شرح ٹھہرے۔

نہایت لطف و کرم کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نا صرف قرآن مجید کو نازل فرمایا بلکہ اس کی حفاظت اور کی اس کی شرح کا ذمہ بھی خود لیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد گرامی ہے کہ :

"لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرأنا ثم ان علینا بیانہ"(7)

"(آپ ﷺ) جلدی جلدی اپنی زبان کو حرکت میں مت لائیے قرآن مجید کو آپ (ﷺ) کے سینے میں جمع کرنا ہماری ذمہ داری ہے اور اس کی شرح کرنا بھی ہمارا ذمہ ہے"۔

اب اس آیت مبارکہ پر غور فرمایئے تو واضح ہو گا کہ قرآن مجید کا نزول تحفظ اور اس کی شرح اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ اسی طرح اس آیت مبارکہ پر غور فرمایئے:

"ھوالذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم آیۃ ویزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمہ"(8)

"وہ اللہ ہی ہے جس نے امیین میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں آیات قرآنیہ اور اس کی شرح یعنی حکمت سکھاتا ہے اور ان کا تذکیہ کرتا ہے"۔

اسی طرح ایک اور آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ :

"لقد منّ اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمہ"(9)

"البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان عظیم فرمایا کہ ان میں نبی اکرم (ﷺ) کو مبعوث فرمادیا جو انہیں قرآن مجید اور حکمت کی (یعنی احادیث) کی تعلیم دیتے ہیں"۔

مندرجہ بالا آیات میں بھی واضح کیا گیا ہے کہ قرآن مجید کی شرح حدیث ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے احادیث کی جمع وتدوین کا کام آئمہ کرام سے لیا اور پھر متأخرین کو توفیق عطا فرمائی کہ وہ ان کتب احادیث کی شرح لکھیں تاکہ عوام الناس کیلئے عام فہم ہو جائے اور لوگوں کو قرآن مجید کی کی صحیح تشریح سمجھ سکیں احادیث کی عبارات عوام الناس کے ذھن سے قدرے رفعت میں ہوتی ہیں ایسی صورت میں لازم ہو جاتا ہے کہ ان احادیث کی شرح دوسری احادیث سے کی جائے۔ اس ضمن میں دیکھا گیا ہے کہ صحاح ستہ کی کتب کی شرح مختلف اوقات میں مختلف علماء اور محدثین نے کی ہے۔ اسیطرح سب سے زیادہ شرح صحیح بخاری کی لکھی گئیں اور دنیا میں مروجہ ہر زبان میں لکھی گئی ہیں اور ان میں سے کچھ شارحین تو صرف شارح ہیں لیکن کچھ شارحین بیک وقت بطور محدّث بخاری کی تدریس بھی کر رہے ہوتے ہیں۔

ان محدثین میں سے ایک محدّث علامہ عبدالستار محدّث دہلوی بھی ہیں جنہوں نے بطور محدّث صحیح بخاری کی تدریس دی اور بطور شارح نصرۃالباری شرح صحیح بخاری لکھی اور اس کے چند پاروں کی شرح لکھ پائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلا لیا اب ان کی تحریرات و شرح میں یہ جائزہ لینا مقصود ہے کہ ان کا طرز شرح استدلال استنباط، استخراج کیا ہے۔ان کا طریقہ بیانیہ کس قدر عام فہم ہے اور لوگوں کیلئے کس قدر مفید ہے اسی کیفیت کا تحقیقی مطالعہ کرنا اور پیش کرنا مقصود ہے

۔

مصادر سے اخذ ورد اور استنباط میں علامہ عبدالستار دہلوی کا منہج:

ذیل میں ہم علامہ دہلوی کی نصرۃالباری شرح صحیح بخاری میں دیگر کتب احادیث سے اخذ احادیث کے منہج کا جائزہ لیں گے۔

۱۔فاضل محدث نے نصرۃ الباری میں عقائد ،تفسیر ،حدیث ، تاریخ ،رجال کی امہات الکتب سے استفادہ کیا ہے

۲۔نصرۃ الباری کو مطلب خیز بامحاورہ اردو ترجمہ کے بعد نہایت اہتمام کے ساتھ احادیث نبویہ ﷺ وآثار سلفیہ سے نصرۃالباری مرتب کیا گیا ہے، صحاح خمسہ اور دیگر کتب احادیث کی روایات کو اس انداز میں سمو دیا ہے کہ ان تمام تفاسیر کے متعلقہ مقامات کے مطالعہ کے بعد وہی مقام نصرۃالباری میں دیکھا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے تمام ضروری چیزیں سمیٹ دی گئی ہوں۔اور جامعیت ایسی کہ مذکورہ بالا شرح کی طویل تحقیقی مباحث میں پڑے بغیر مطلوبہ ضروری مواد سے صحیح بخاری کا مقصد واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔

۳۔فاضل محدث نے صحاح خمسہ (مسلم ترمذی ،ابن ماجہ ابو داؤد ،نسائی)اور حدیث کی دیگر کتب سے بکثرت روایات نقل کی ہیں ،جس میں یہ امر ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے کہ حدیث پاک کے احکام و مسائل کی تفصیلات قرآن کریم سے مستنبط و ماخوذ معلوم ہوتی ہیں ۔

٤۔فاضل محدث نے احادیث صحیح،حسنہ نقل کی ہیں اور صحت روایت کا خاص خیال رکھا ہے۔تاہم حدیث کے بیان میں صرف اجمالی حوالوں کو کافی سمجھا ہے۔صفحات اور ابواب وغیرہ کے حوالوں کو اکثر بیان نہیں کیا۔شرح میں کہیں کہیں احادیث کی روشنی میں اسباب نزول، سورتوں اور آیتوں کی وضاحت بھی بیان کی ہے۔

٥۔فاضل محدث کے نزدیک مسلم کی تمام احادیث صحیح ہیں ۔لہٰذا کسی جگہ ان کے رواۃ پر نقد جرح نہیں کی گئی دیگر کتب حدیث سے مصنف نے روایات حسب ضرورت با درایت نقل کی ہیں ۔

٦۔نقد رجال جرح و تعدیل کے باب میں آپ نے ابن کثیر کی ا لبدایۃ والنہایہ،ابن حجر عسقلانی کی تہذیب التہذیب اور تقریب التہذیب پر زیادہ اعتماد کیا ہے۔

۷۔ایک اور بات جس کا یہاں ذکر کرنا ضروری ہے یہ ہے کہ مصنف نے عام طور پر احادیث و آثار کا باقاعدہ ترجمہ کرنے کی بجائے جو حاصل مفہوم ہے اسے بیان کیا ہے ،کتب تفسیر وحدیث کی روشنی میں شارح نے تفسیرالحدیث بالقرآن کااہتمام بھی کیاہے آپ صحابہ کی تفسیراحادیث کو حجت قرار دیتے ہیں۔مفسر کی رائے میں کوئی صحیح حدیث قرآن کی معارض نہیں۔لہٰذاجہاں کہیں بظاہر باہمی تعارض محسوس ہوتاہے مفسر نے ان کے مابین توفیق وتطبیق کی کوشش کی ہے۔

۸۔فاضل محدث نے اپنے والد گرامی محدث ہند عبدالوہاب دہلوی کے تعلیم کئے ہوئے تمام شروحی نکات اور استدلالات استنباطات اور استخراجات کی روشنی میں شرح لکھی ہے۔

۹۔فاضل محدث نے کسی بھی غالی اور اور جافی کی بیان کردہ کسی بھی روایت اور توجیہ کو بیان نہیں کیا۔

۱۰۔اپنی شرح نصرۃ الباری سے پہلے کی شروح کی اجتہادی کیفیتوں سے گریز کیاہے۔اور کسی بھی قسم کی ایسی شخصی رائے کو بیان کرنا مناسب نہیں سمجھا۔جو قرآن وحدیث کے خلاف ہو۔

۱۱۔نصرۃ الباری سے پہلے کی تمام شروح کے،شرح بالماثورنکات کو جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں بیان کیا ہے۔(10)

المختصر فاضل محدث کا مصادر سے اخذ اور استنباط قابل قبول اور بہتر نظر آتاہے۔جہاں تک ان کے منہج کو جانچا جائے تو وہ اپنے سے پہلے شارحین،ومؤلفین کی صحیح روش کو رد نہیں کرتے بلکہ اپنے موجودہ وقت کی ضرورت کے پیش نظر نصرۃ الباری میں بخاری کی شرح کرتے ہوئے انہوں نے بہتر منہج اپنانے کی کوشش کی ہے۔بہرحال ان کی شرح کی امثلہ کے ضمن میں یہ بحث مفصل کی جائے گی کہ وہ شرح بخاری کے تقاضے پورے بھی کر سکے یا نہیں۔اوراُن کی اس شرح کو شروح بخاری میں کوئی ممتاز مقام حاصل بھی ہوا کہ نہیں۔

علامہ صاحب کے ترجمہ اور حواشی کی خصوصیات:۔

فاضل محدث کے ترجمہ،حواشی کی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

"ترجمہ کو بامحاورہ بنانے کی حددرجہ کوشش کی گئی ہے۔

ہر حدیث کا مفہوم آسان لفظوں میں کتاب کے حاشیہ پر بیان فرمایاہے۔مقفع،مسجع عبارات سے گریز کیاہے۔

اگر کوئی جملہ مشکل آگیاہے تواس کی تشریح الگ سے بیان فرمادی ہے۔تاکہ قاری کی سمجھ میں اچھی طرح آسکے اور وہ مشکل میں نہ پڑے

حدیث سے متعلقہ دیگر مذاہب کا بھی ذکر کردیا گیاہے۔تاکہ قاری ان سے بھی آگاہ ہو جائے اور صحیح،سقیم کاادراک کر سکے۔

جو بات راجح ہے اس کی بھی ساتھ ساتھ نشاندہی فرمائی ہے۔تاکہ قاری اس سے آشنا ہو جائے۔

تشریح اور توضیح ہو یا مسئلہ کی بات فاضل محدث نے اس میں سلفیت کو ملحوظ رکھا ہے"۔(11)

وجہ تألیف نصرۃ الباری

شرح الجامع المسند الصحیح المختصر

من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ لامام البخاری

فاضل محدث کے نزدیک شرح لکھنے کی ترجیحات درج ذیل ہیں جن کی وجہ سے انہوں نے اس سعادت کو حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔امام بخاری کے ذاتی وتصنیفاتی کمالات کے بارے میں پروفیسر غلام رسول سعید تذکرہ المحدثین میں لکھتے ہیں کہ :

"امام بخاری کے علمی کمالات کا اعتراف ہر زمانہ کے اہل علم لوگوں نے کیا ہے۔امام بخاری کی زندگی کا اکثر حصہ احادیث کی تلاش میں گزرا موصوف کی تصانیف کی تعداد تو 20 سے زائد ہے لیکن عظمت وشہرت صحیح بخاری کے حصہ میں آئی۔کیونکہ اس مجموعہ کی تمام احادیث صحیح تسلیم کی جاتی ہیں"۔(12)

اسی طرح زہید بن ناصر تحقیق علی البخاری میں لکھتے ہیں کہ :

" صحیح بخاری کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب مانی جاتی ہے مصنف نے حدیث بخاری کی شرح میں دوسری احادیث نقل کرنے سے قبل اسے اصول حدیث کے قوانین کی روشنی میں جانچا ہے۔فقہی ابواب کی ترتیب رکھی ہے"۔(13)

اسی طرح احمد اللہ سید تاریخ حدیث و محدثین میں لکھتے ہیں کہ :

"امام بخاری بسا اوقات ایک حدیث کو کئی مقامات پر ذکر کرتے ہیں تاکہ مختلف مسائل کا استنباط کر سکیں کل احادیث بشمول مکررات، متعلقات جملہ متابعات کی تعداد نو ہزار بیاسی ہے۔مکررات حذف کرنے کے بعد احادیث مرفوعہ کی تعداد چار ہزار چھ سو تئیس رہ جاتی ہیں"۔

اسی طرح امام ترمذی بخاری، صحیح بخاری کے متعلق لکھتے ہیں کہ :

"میں نے تاریخ اور اسانید میں بخاری سے زیادہ علم والا شخص عراق اور خراسان میں نہیں دیکھا ابن خزیمہ کے مطابق زیر آسمان رسول ﷺ کی حدیث کا زیادہ جاننے والا اور حفظ رکھنے والا امام بخاری سے زیادہ کوئی نہیں"۔(14)

حافظ عبدالرحمٰن بن علی شافعی کہتے ہیں بخاری التزام صحت میں اور مسلم ترتیب ابواب میں سب پر فوقیت رکھتے ہیں۔(15)

اس کے علاوہ بے شمار تقریظات ہیں جو امام بخاری اور صحیح بخاری کے متعلق لکھی گئی ہیں اختصار مطلوب ہونے کی وجہ سے انہیں پر اکتفا کیا گیا ہے۔

مندرجہ بالا دیگر خصوصیات کی بناء پر فاضل محدث نے صحیح بخاری کو سب سے زیادہ ترجیح دی۔"اس کی شرح نصرۃ الباری کو تالیف کیا اور جب علامہ صاحب تفسیر ستاری سے فارغ ہوئے اور اس کی مقبولیت کو دیکھا تو اللہ تعالی سے دعا کی کہ اے اللہ تو مجھے توفیق دے اور میری نصرت فرما تاکہ میں آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کی شرح لکھ سکوں یہی وجہ ہے کہ بخاری کی شرح کا نام آپ نے نصرۃ الباری (اللہ کی نصرۃ) شرح صحیح بخاری کے نام سے موسوم کیا ہے اور اتنی محبت سے لکھی کہ مرض الموت میں بھی آخر دم تک نصرۃ الباری شرح صحیح بخاری ہی لکھتے رہے اور وصیت کے طور پر کرم الجلیلی جو ان کے شاگرد ہیں انہیں اس کی تکمیل کی ہدایت کی"۔(16)

نصرۃ الباری کا اسلوب تبیین۔

فاضل محدث نے بخاری کی شرح کرتے ہوئے نصرۃ الباری میں جو اسلوب تبیین اختیار کیا ہے اس کی کیفیات درج ذیل ہیں۔

۱۔ترجمہ سطروں کے سامنے لکھنے کی بجائے متن کے درمیانی سطروں میں لکھا گیا ہے تاکہ متن اور ترجمہ علیحدہ علیحدہ پڑھنے میں قاری کو کسی قسم کی دقت محسوس نہ ہو ۔

۲۔ترجمہ کی زبان سلیس بنانے کی کوشش کی گئی ہے ۔

۳۔مندرجہ ذیل امہات الکتب کی احادیث سے نصرۃ الباری میں بخاری کی شرح کی گئی ہے۔

- مسند احمد بن حنبل
- صحیح مسلم
- سنن ابی داؤد
- جامع ترمذی
- سنن نسائی
- سنن ابن ماجہ
- مؤطا امام مالک
- مصنف ابن ابی شیبہ
- صحیح ابن خزیمہ
- صحیح ابن حبان
- مستدرک حاکم

- سنن الکبریٰ بیہقی
- سنن دار قطنی
- معجم طبرانی
- مسند بزار
- سنن دارمی
- مشکوۃ المصابیح
- الادب المفرد
- بلوغ المرام
- الترغیب والترھیب
- تلخیص الحبیر ۔

٤۔اختصار کو ملحوظ رکھا ہے ،تاکہ آسانی کے ساتھ سمجھی جاسکے ،تاہم یہ اختصار جامع ہے مخل نہیں ۔

٥۔طویل احادیث کا اختصار زیادہ ملحوظ رکھا ہے ،یعنی باب سے متعلقہ ٹکڑے پر اکتفا فرماتے ہیں ۔

٦۔صحاح ستہ کے علاوہ دوسرے مخرجین کا بھی ذکر فرماتے ہیں ۔

٧۔مختلف مکاتب فکر کے استدلالات نہایت شرح صدر کے ساتھ لاتے ہیں ،یعنی مذاہب متد اولہ میں سے کسی کا مستدل پیش کرنے میں بخل اور تعصب سے کام نہیں لیا،بس یوں تصور کیجئے کہ آپ کو حدیث پیش کرنا ہے وہ کس امام یا مسلک والوں کا مستدل ہے اس کی آپ نے پرواہ نہیں کی۔

٨۔مستدل کی تصحیح و تضعیف محض محدث کی حیثیت سے کرتے ہیں ،قطع نظر اس سے کہ یہ روایت فلاں فقہی مسلک یا کلامی ٹولے کا مستدل ہے۔

٩۔حدیث میں اگر کچھ تنوع ہے تو اسے بھی بیان فرمایا ہے ۔

١٠۔اگر اس کی سند میں کوئی قابل ذکر زیادتی آئی ہے تو اسے بھی واضح کیا ہے ۔

١١۔نصرۃ الباری شرح صحیح بخاری میں احادیث کی ترتیب امام بخاری والی ہی ہے ۔

١٢۔آپ اس امر کا بالخصوص التزام فرماتے ہیں کہ حدیث اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہو جائے اس کے اجمال اور اشکال کی شرح کیلئے اس روایت کے متعدد طرق پیش کرتے ہیں جن سے اشکال اور اجمال دور ہو جاتا ہے۔

۱۲۔باب سے متعلقہ تمام مسائل کھول کر بیان کر دیئے ہیں ۔

۱۳۔بدعات و رسومات کی پوری طرح تردید کی گئی ہے۔

۱٤۔ترجمہ وتشریح کی زبان نہایت سادہ استعمال کی گئی ہے ۔حالانکہ کہا جاتا ہے کہ بخاری کو سمجھنے کیلئے فقیہہ ذہن چاہئے لیکن فاضل محدث نے اسے مبتدی کیلئے آسان زبان میں تحریر کر دیا ہے ۔

۱٥۔صحابہ کرام کے آثار کا ذکر کیا ہے ۔تابعین ،تبع تابعین کے اقوال بھی درج کئے ہیں۔

۱٦۔تمام و کمال متن انتہائی صحت اور ثقاہت کے ساتھ بیان کیا ہے ۔

۱۷۔شروع کے 28صفحات پر مشتمل ایک جامع مقدمہ لکھا،جس میں تحصیل علم اور انداز تألیف بخاری لکھا ۔

۱۸۔(۱) حدیث کی تدوین (۲) کتب احادیث کے طبقات (۳) ضرورت حدیث (٤)تحفظ حدیث پر مختصر تحریر سپرد قلم کی۔

وجہ تالیف بخاری،امام بخاری کے حالات وواقعات،عادات وخصائل،زہد وتقویٰ، قوت حافظہ ،بے مثال دینی خدمات،علوئے مرتبت،رفعت شان پر بڑی عمدہ گفتگو کی۔

۱۹۔امام بخاری نے باب کی مناسبت سے جو حدیث تالیف کی ہے اس مناسبت کو بھی بیان کرتے ہیں۔یعنی امام بخاری نے جو باب باندھا ہے اس کی تشریح کرتے ہیں۔

۲۰۔نصرۃ الباری میں بخاری کی حدیث کی تشریح میں دوسری حدیث کی عبارت سے بھی بیان کرتے ہیں ۔

۲۱۔وحی کو منزل من اللہ ثابت کرتے ہیں ،بتاتے ہیں کہ تمام انبیاء پر وحی آسمان سے آتی تھی۔

۲۲۔حدیث کی تشریح قرآن مجید کی آیات سے بھی کرتے ہیں ۔

یعنی آیات قرآنیہ سے بطور استشہاد شرح فرماتے ہوئے مسئلہ کی مکمل وضاحت اور تبیین فرماتے ہوئے حدیث کو قرآن کی تشریح کے طور پر اور قرآنی آیات کو حدیث کی شرح میں استشہاد،معاون شرح کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

۲۳۔نصرۃ الباری میں بخاری کی احادیث کی شرح میں دوسری کتب احادیث کو صحیح احادیث (جو ان کے نزدیک طبقہ ثانیہ کی کتب احادیث ہیں)کو پیش کر کے امام بخاری کے موقف کی وضاحت کر کے ایک مبتدی کی تسلی کرتے ہیں اور مبتدی قاری کو عالم فاضل

نہیں سمجھتے کہ ان کے سامنے عالمانہ عبارتیں اور مسجع، مقفع عبارتیں پیش کریں وہ تدریس کے انداز میں جیسے ایک طالب علم کو سمجھایا جاتا ہے، ویسے سمجھاتے ہیں تاکہ ایک قاری کسی بھی استاد کے بغیر ان نکات کو اپنے طور پر سمجھ لے جنہیں امام بخاری اس حدیث کی تفہیم میں سمجھانا چاہتے ہیں۔

۲٤۔نصرۃ الباری میں حدیث کی تشریح کرتے ہوئے اس کا ماحصل بیان کرکے دور حاضر کی قباحتوں کو بیان کرنا نہیں بھولتے۔

۲۵۔کئی ایک احادیث بخاری کی شرح کرتے ہوئے وہ قرآن مجید کی آیات کو بطور استشہاد لاتے ہیں اور احادیث بھی بطور معاون شرح کے پیش کرتے ہیں اور دونوں کے ذریعے امام بخاری کے مقصود نکات کو بیان کرتے ہیں اور ایک قاری کے ذہن میں امام بخاری کی احادیث کی مکمل وضاحت کرنے میں بخل سے کام نہیں لیتے۔

۲٦۔حدیث کی شرح کرتے ہوئے تصورات شرکیہ، بدعیہ کی نفی کرکے عقیدہ توحید، شرع دین محمدی کی صحیح تشکیل کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے کسی بھی قاری کو عقیدہ توحید سمجھنے اور شرع دین محمدی سمجھنے، بدعات و سنت نبوی کے فرق کو سمجھنے میں آسانی رہتی ہے۔اس کی وجہ سے امام بخاری کا مدعا، مقصود بھی واضح ہو جاتا ہے۔ قاری کی الجھن بھی ختم ہو جاتی ہے۔

۲۷۔ایمان کے حوالے سے جمہور علماء سلف کا مذہب بیان کرتے ہیں۔امام بخاری کی تائید کرتے ہوئے صحابہ کرام، آئمہ کرام و تابعین کرام سب کا مذہب بیان کرتے ہیں کہ ایمان کم اور زیادہ ہوتا ہے۔

۲۸۔معتزلہ کے عقائد کا رد کرتے ہیں جو کہ گنہگار کو مخلد جہنمی بتاتے ہیں۔جبکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے توبہ کے دروازے کھلے ہوتے ہیں چاہے کوئی کیسا بھی گنہگار کیوں نہ ہو وہ توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جاتا ہے۔

۲۹۔ہر حدیث کے راوی صحابی کے مختصر حالات بیان کرتے ہیں اور ان کا اعزاز لقب شرف وغیرہ بھی بیان کرتے ہیں اور اگر ان کی اولاد کا کوئی شرف ہے تو اسے بھی بیان کرتے ہیں۔شمائل پر بھی روشنی ڈالتے ہیں تاکہ آپ ایک قاری کو راویان بخاری صحابہ میں سے ان کا اچھی طرح ادراک ہو جائے۔

۳۰۔شرح کرتے ہوئے صرفی، نحوی قواعد کو پیش نظر رکھتے ہیں اور صرفی نحوی تشریح کر کے تشریح کرنے سے شرح میں نکھار پیدا ہو جاتا ہے۔ اور قاری کی سمجھ میں آسانی سے مسائل آجاتے ہیں۔

۳۱۔تابعی یا صحابی کا نام آنے پر ان کا مختصر تعارف بھی شرح میں کرادیتے ہیں جیسے حضرۃ عمر بن العزیز کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان کی کنیت ابو حفص ہے۔ ان کی والدہ ام عاصم نام لیلیٰ تھا ان کے والد مصر کے والی تھے اور اپنے وقت کے فقیہہ عالم اور مجتہد، عابد، زاہد اور عارف بالسنن تھے۔ام عاصم حضرۃ عمر بن خطاب کی پوتی تھیں۔

۳۲۔ ہر حدیث سے استدلال استنباط اور استخراج مسائل کرکے اس حدیث کی تشریح میں بیان کر دیتے ہیں ۔

۳۳۔حدیث میں بیان شدہ رجلاً کی تشریح کرتے ہوئے صحابی کے نام کی کنیت اور جہاں کنیت ہو وہاں نام کی وضاحت کر دیتے ہیں۔تاکہ حدیث کا جہل ختم ہو جائے۔

۳٤۔ احادیث کے ظاہر ی تعارض کو ختم کرکے قاری کے ذہن کے سمجھنے کیلئے آسانی کردیتے ہیں ۔

۳٥۔ حدیث کی تشریح میں تاریخ کی تلخ حقیقتیں بھی بیان کرتے ہیں ۔

۳٦۔احادیث کے عموم وخصوص اور مطلق ومقید کے قوانین کو بھی بیان کرتے ہیں۔

۳۷۔معتزلہ فلسفہ دانوں کے اعتراضات کا ردکرتے ہیں۔

۳۸۔حدیث کی شرح کرتے ہوئے عقائدروافض کا رد بھی کرتے ہیں۔

۳۹۔علامہ ابن الصلاح کے نظریہ کا رد بھی کرتے ہیں۔

٤۰۔ شرح کرتے ہوئے فاضل محدث نے کئی ایک ایسے لوگ جو کہ کئی سو سال بعد صحابی ہونے کا دعویٰ کرتے تھے ان کا رد کیا ہے۔

٤۱۔فاضل محدث بعض اختلافات امت جو کہ بعض اوقات احادیث بخاری سے سمجھ لیے جاتے ہیں ان کے حوالے سے ان احادیث اور ابواب کی مناسبت کو بھی بیان کرتے ہیں تا کہ کسی بھی قسم کا اشکال نہ رہے ۔

٤۲۔اھل بدعات کے استدلالات کا رد کرتے ہیں ۔

٤۳۔ایک حدیث کا دوسری حدیث سے منسوخ ہونا بھی بیان کرتے ہیں ۔

٤٤۔حدیث سے حدیث کا تعارض دور کرتے ہیں ۔

٤٥۔امام بخاری نے جہاں بغیر حدیث کے باب باندھا ہے اس کی وضاحت کرتے ہیں ۔

٤٦۔لوگوں کی طرف سے پیدا کردہ اشکال فی البخاری کی وضاحت کرکے رد کرتے ہیں۔

٤۷۔صرف قرآن مجید سے بخاری کے باب باندھنے کی وضاحت کرتے ہیں ۔(17)

اب ہم علامہ دہلوی صاحب کی تالیف نصرۃالباری شرح صحیح البخاری میں سے اسلوب تبیین کے حوالے سے چند ایک مثالوں کا جائزہ لیں گے۔اس کیلئے یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ نصرۃالباری کے جس مقام کو بیان کرنا مقصود ہے اسے شامل کیا گیا ہے اور پھر اس پر چند حروف لکھ دیئے گئے ہیں۔اس سے پہلے کہ ان کے اسلوب تبیین کی امثلہ کو ضبط تحریر میں لا کر ان کا تحقیقی تجزیہ لکھا جائے ضروری ہے کہ فاضل محدث کی وہ سند جو کہ امام بخاری تک جاتی ہے اس کا تذکرہ کر دینا نہایت ضروری ہے کیونکہ لکھا جا چکا ہے کہ وہ اپنی سند سے احادیث کی روایت کر کے اپنے تلمیذان کو پڑھاتے رہے ہیں ان کی سند درج ذیل ہے۔

علامہ صاحب کی سند امام بخاری تک:۔۔۔۔۔

سلسلہ سند:ابو محمد عبدالستار عن عبدالوہاب عن نذیر حسین دہلوی عن محمد اسحاق عن جدہ عبدالعزیز عن شاہ ولی اللہ عن ابی طاہر المدنی عن ابیہ الشیخ ابراہیم کردی عن شیخ احمد قشاشی عن شیخ احمد عبدالقدوس شتناوی عن شیخ شمس الدین محمد بن احمد رملی عن شیخ الاسلام ابو یحیٰ احمد زکریا عن شیخ شہاب الدین ابن علی بن حجر العسقلانی عن زین العابدین ابراہیم بن احمد تنوخی عن احمد بن ابی طالب حجار عن شیخ حسین بن مبارک زبیدی عن ابی الوقت عبدالاَول بن عیسے ہروی عن ابی الحسن عبدالرحمان بن مظفر عن ابی محمد عبداللہ بن احمد سرخسی عن ابی عبداللہ محمد بن یوسف عن مطر قریری عن محمد بن اسماعیل البخاری۔

حدیث کی تشریح قرآن مجید کی آیات کے ذریعے

عن عمر بن الخطاب یقول سمعت رسول اللہ ﷺ یقول انما الاعمال بالنیات وانما لکل امریٍ مانویٰ ان کانت ھجرتہ الیٰ الدنیا یصیبھا اؤ امرأۃٍ ینکحھا فھجرتہ الےٰ ما ھاجر الیہ۔(18)

اس حدیث میں علامہ صاحب کے مطابق امام بخاری اخلاص کے ساتھ نیت کرنے کا تذکرہ کرتے ہیں اور اس کے مقاصد پیش کرتے ہیں۔حدیث بخاری سے انہوں نے درج ذیل استدلالات کیے ہیں۔

1"۔امام بخاری نے بخاری شریف کو بڑی نیک نیتی کے ساتھ مؤلف کیا ہے۔

2۔بخاری پڑھنے والے طلباء اور پڑھانے والے اساتذہ کیلئے بھی لازم ہے کہ نیک نیتی کے ساتھ اس کو پڑھیں اور پڑھائیں اور اس کے نکات کی تفصیل کے ساتھ وضاحت کریں

3۔علم حدیث پڑھانے سے عمل وعقیدہ کی درستگی کر لیں جو کہ نجات دنیاوی اور دینی کا سبب ہے اس کے ذریعے دنیا کمانے کا نہ سوچیں۔

4۔اس حدیث کی تشریح میں سورۃالبینہ قرآن مجید کی آیت پیش کرتے ہیں کہ:

"وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ..."(القرآن:البینہ)

کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی یہی ہے کہ خلوص نیت سے کام ہونا چاہئے اور ایک حدیث کے ذریعے واضح کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ جس شخص نے ام قیس عورت کیلئے ہجرت کی تھی صحابہ کرام اسے مہاجر ام قیس کہتے تھے۔

5۔"شرح لکم من الدین ما وصی بہ نوحاً"اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ امام احمد، ابن مدینی، ابو داؤد، ترمذی اور دار قطنی کا کہنا ہے کہ یہ حدیث اسلام کا ثلث ہے"۔

المختصر! علامہ سلفی صاحب کا قرآنی آیات کے ذریعے حدیث کی تشریح کا طرز عمل بہتر ہے اور ان کا خیال ہے کہ نیت دل کا وظیفہ ہے زبان کا نہیں۔ بہر حال کچھ علماء اسے زبان سے کہنے کے حق میں بھی ہیں کہ جو کچھ نماز کی صورت میں پڑھا جارہا ہے اسے زبان سے بھی کہنا چاہئے یہ لازم ہے اور کچھ علماء اسے صرف جواز کا درجہ دیتے ہیں۔

تشریح الحدیث بالقرآن اور منکرین حدیث کے رد کی مثال

کیف کان بدأالوحی الےٰ رسول اللہ ﷺ قول اللہ عزّ وجل (انا اوحینا الےٰ نوح والنبیین من بعدہ حدثنا الحمیدی قال حدثنا سفیان قال حدثنا الانصاری قال اخبرنی محمد بن ابراہیم التیمی)

فاضل محدث کا انداز تشریح، تصریح ایسا ہے کہ حدیث کی تشریح قرآن مجید سے کرتے ہیں اسی طرح اس باب میں جو امام بخاری نے باب کیف کان بدأالوحی الی رسول اللہ ﷺ میں انہوں نے اختیار کیا ہے فرماتے ہیں کہ فرمان باری تعالیٰ ہے کہ :

"اِنَّآ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ کَمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ"...

اس آیت کو تشریح میں لکھ کر استدلال کرتے ہیں کہ جیسے سابقہ پیغمبروں پر وحی آتی تھی ایسے ہی آپ ﷺ پر آتی تھی، دین کی ابتداء وحی سے ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس آیت میں منکرین حدیث کا رد ہے۔ جو کہتے ہیں کہ حدیث منزل من السماء نہیں ہے اور جس طرح سابقہ انبیاء پر نازل ہوتی تھی اسی طرح آپ ﷺ پر بھی نازل ہوئی ہے۔ اس طرح اس باب کی تشریح میں فاضل محدث نے قرآن مجید کی آیت کے ذریعے تشریح کی ہے"۔

المختصر اُن کا یہ استدلال منکرین حدیث کے رد میں احسن ہے۔ منکرین حدیث وحی کو منزل من السماء ماننے سے انکاری ہیں اور اسی وجہ سے حدیث کی صداقت میں شبہ پیدا کرتے ہیں۔ قرآن مجید کی آیت کو بخاری شریف کے باب کی شرح میں لانا ایک مثبت عمل ہے جو کہ منکرین حدیث کیلئے ایک کھرا اور سیدھا سادہ سا جواب ہے۔

حضرۃ جبرائیل کا آپ کو گلے لگانے کی غرض وغایت

حدثنا (یحیٰ بن بکیر قال اخبرنی اللیث عن عروۃ بن الزبیر عن عائشۃ ام المومنین انھا قالت اوّل ما بدء بہ رسول اللہ ﷺ من الوحی الرؤیا الصالحہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔)(19)

فاضل محدث اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ :"حضرۃ جبرائیل علیہ السلام کی آمد غار حراء میں اور آپ ﷺ سے گفتگو کرنا اور آپؐ سے عرض کرنا کہ آپ پڑھیں۔جب آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں قاری نہیں ہوں تو آپ ﷺ کو گلے لگایا۔

1۔حضرۃ جبرائیل علیہ السلام کا پہلی مرتبہ گلے لگانے کا معانقہ کرنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ ﷺ کا دل دنیا سے بے رغبت ہو کر فارغ ہو۔

2۔حضرۃ جبرائیل علیہ السلام کا دوسری مرتبہ گلے لگانے کا مقصد آپ ﷺ کے دل کو فیض الٰہی سے معمور کرنا تھا تاکہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے جو آپ ﷺ کو دینا ہے وہ لے لیں۔

3۔حضرۃ جبرائیل علیہ السلام کا تیسری مرتبہ کا مقصد یہ تھا کہ آپ ﷺ کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے ہی انس ہو اور رہے۔اور الفت بھی حاصل ہو"۔

المختصر !انھوں نے حضرۃ جبرائیل علیہ السلام نے جو آپ ﷺ کو تین مرتبہ گلے لگایا اس کی غایت کی تبیین بڑے اچھے انداز میں کر دی ہے تاکہ کسی بھی قسم کے پیدا شدہ ابہام اور اشکال کو بخوبی حل کیا جا سکے اور یہ ایک اچھی کاوش محسوس ہوتی ہے۔

حدیث کی تشریح حدیث سے کرنے کی مثال

۔۔۔ثم یرجع الٰی خدیجہ کان امرأ۔۔۔۔۔کان یکتب الانجیل بالعبرانیہ ماشاء اللہ و کان شیخاً کبیراً قد عمی فقالت لہ خدیجہ یا ابن عم اسمع من ابن اخیک(20)

فاضل محدث اس حدیث میں ورقہ بن نوفل کے پاس آپ ﷺ کو حضرۃ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لے جانا بیان کر کے واضح کرتے ہیں کہ "یہ سب کچھ تو آپ ﷺ کی تسلی کیلئے تھا ورقہ بن نوفل جو کہ نصرانی عالم تھے اس کے باوجود انھوں نے حضرۃ موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے آپ ﷺ کو تسلی دی وضاحت کرتے ہیں کہ اکثر احکام تورات میں بیان ہو چکے تھے انجیل میں تو صرف ترامیم بیان ہوئیں تھیں علامہ کرمانی کے حوالے سے بھی انہی کیفیتوں کو بیان کرتے ہیں۔

اس ملاقات کے کئی ایک فوائد بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ورقہ سے ملاقات کے بعد آپ ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام تو قوانین الٰہیہ لے کر آئے ہیں اور آپ ﷺ بھی ایک بر گزیدہ رسول ہیں۔انہی سے آپ ﷺ کو خبر ملی کہ جس نبی کو بھی ایسی تعلیمات ملیں اُن کے چاہنے والے بھی ان کے دشمن بن گئے۔اسی لئے انہوں نے فرمایا کہ کاش میں اس وقت زندہ رہوں۔اگر زندہ رہا تو آپ ﷺ کی بھرپور مدد کرونگا"۔

المختصر !فاضل محدث نے اس حدیث کی شرح دوسری کتب احادیث کی احادیث سے کی ہے۔(21)

حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کی کیفیت اسلامی

فاضل محدث نے اسی حدیث کی وضاحت میں کئی ایک دوسری کتب احادیث سے استفادہ کیا ہے۔فرماتے ہیں کہ "ورقہ بن نوفل آپ ﷺ کی باضابطہ دعوت شروع ہونے سے قبل ہی وفات پا گئے تھے۔

ایک اور حدیث سے وضاحت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ورقہ بن نوفل کو جنت میں دیکھا سفید ریشمی کپڑے پہنے ہوئے کیونکہ وہ مجھ پر ایمان لائے تھے۔

ابن مندہ نے انہیں صحابہ میں لکھا ہے۔

علامہ کرمانی نے انہیں اپنی شرح صحیح بخاری میں انہیں مومن لکھا ہے۔

احمد کی تاریخ میں مروی ہے کہ تین سال تک وحی بند رہی لیکن حضرۃ جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آتے رہتے تھے"۔

المختصر!انھوں نے یہاں پر حضرۃ ورقہ بن نوفل کی ایمانی حالت کو کئی ایک دوسری احادیث سے واضح کیا ہے اور حدیث میں خواب کا تذکرہ ہے۔

نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔(22)

بہر حال!ایک مبتدی قاری کے ذہن میں واضح کیا گیا ہے کہ حضرۃ ورقہ بن نوفل بھی ایک صحابی تھے اور وہ بھی جنتی ہیں۔آج تک میرے ذہن میں بھی حضرۃ ورقہ بن نوفل کی کیفیت صحابیت واضح نہیں ہوئی تھی۔اور دعا ہے کہ جو بھی ان کا مطالعہ کرے وہ اپنے ذہن میں سے اس ابہام کو دور کرے۔اللہ تعالیٰ انہیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

تشریح الحدیث بالحدیث

حدثنا موسیٰ بن اسمٰعیل قال حدثنا ابو عوانہ قال حدثنا موسیٰ بن ابی عائشہ قال حدثنا سعید بن جبیر عن ابن عباس فی قولہ عزوجل لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ۔۔۔۔قال کان رسول اللہ ﷺ یعالج من التنزیل وکان مما یحرک شفتیہ(23)

فاضل محدث "مما یحرک شفتیہ" کی تشریح میں یہ حدیث لائے ہیں۔جس میں وضاحت کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیت:

"لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ "(القرآن:القیامہ)

اے نبی آپ قرآن مجید کو پڑھنے میں اپنی زبان وغیرہ کو زیادہ حرکت نہ دیں۔

اس ضمن میں حضرۃ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث جو کہ انہوں نے سعید بن جبیر سے بیان کی اور سعید بن جبیر نے حضرۃ موسیٰ بن ابی عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ موسیٰ بن ابی عائشہ نے اس طرح ہونٹ ہلا کر بتلایا کہ آپ ﷺ اس طرح ہونٹ ہلایا کرتے تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کو آپ ﷺ سے بہت محبت تھی کہ حدیث بیان کرتے وقت آپ ﷺ کی حرکات و سکنات کو بھی بیان کرتے تھے"۔

المختصر انہوں نے اس حدیث کی تشریح دوسری حدیث سے کر دی ہے کہ آپ ﷺ کس طرح وحی کے اخذ میں ہونٹ ہلایا کرتے تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کس طرح آپ ﷺ کی تمام تر حرکات کو ملاحظہ کیا کرتے تھے۔ یہاں پر استاد، شاگرد کیلئے مثالی تعلق اور محبت کا تذکرہ ہے۔

علامہ صاحب کا استدلال کہ حدیث قرآن کی اور قرآن حدیث کی تشریح ہے

فاضل محدث لکھتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں واضح فرماتے ہیں کہ "اے محمد ﷺ ہم آپ کے ذریعے ہی قرآن مجید کے تمام احکامات کو ان تک پہنچائیں گے اور اس کے محلّات اور مشکلات کو واضح کریں گے"۔

واضح ہو کہ آپ ﷺ کی حدیث قرآن کی شرح ہے۔

اور پھر حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ اخذ وحی میں جلدی فرماتے تھے اور اگلا لفظ سننے میں نہ آتا تو گھبراتے اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں تسلی دی کہ آپ فقط سنا کریں۔ تمام وحی کو آپ کے سینے میں جمع کرنا ہمارا کام ہے۔

پھر اس حدیث کی تشریح میں سورۃ النجم کی آیت لاتے ہیں "فَاَوۡحٰۤی اِلٰی عَبۡدِہٖ مَاۤ اَوۡحٰی "پس آپ سنیں"۔

المختصر انہوں نے یہاں قرآن کی شرح میں حدیث اور حدیث کی وضاحت میں قرآن کی آیت پیش کی ہے اور دونوں کا تعلق بھی واضح کیا ہے جو کہ ایک اچھا اسلوب ہے۔

حدیث کی مناسبت باب سے بیان کرنا اور غیر بیان شدہ الفاظ حدیث سے بیان شدہ حدیث کے الفاظ کی وضاحت کرنا اور استشہاد لینا

قال کان رسول اللہ ﷺ اجود الناس مایکون فی رمضان حین یلقاہ جبرئیل کان یلقاہ فی کل لیلۃ من رمضان فیدارسہ القرآن (24)

اس حدیث کی تشریح میں باب کی مناسبت بیان کرتے ہیں کہ "آپ ﷺ حضرۃ جبرائیل علیہ السلام سے قرآن مجید کا دور رمضان میں کیا کرتے تھے معلوم ہوا کہ قرآن مجید رمضان شریف میں نازل ہونا شروع ہوا۔

پھر اسی حدیث کے باقی الفاظ کے ذریعے جو بیان نہیں ہوئے ان الفاظ کی وضاحت کر دی ہے جو بیان ہوئے ہیں نیز رمضان میں سخاوت کا زیادہ کرنا اور قرآن مجید کی تلاوت رمضان بطور اذکار کرنا بھی بیان کیا ہے"۔

المختصر! انہوں کے اس انداز تبیین سے حدیث کے اشکال کی مشکلات ختم ہوئی ہیں۔

حدیث کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

نیز استشہاد لینے سے حدیث کی غرابت بھی ختم ہو جاتی ہے۔اور یہ ایک اچھی کوشش ہے کہ اس سے مبتدی، قاری کی سمجھ میں حضرۃ امام بخاری کا مقصود، مدلول اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔

بخاری میں لفظ عبادت کی تشریح قرآن مجید کی آیات کے ذریعے کرنا اور تشریح الحدیث بالقرآن کی مثال

قلت یقول اعبدوا اللہ وحدہ ولا تشرکوا بہ شیئا واترکوا ما یقول اباءکم ویامرنا بالصلاۃ والصدق والعفاف الصلہ (25)

فاضل محدث امام بخاری کی حدیث جس میں ابو سفیان رضی اللہ عنہ اور ہرقل قیصر روم کی گفتگو جو کہ 6ھ میں ان کے زمانہ اسلام سے پہلے ہوئی اس کا ذکر کرتے ہیں کہ "حضرۃ ابو سفیان رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ آپ ﷺ ہمیں صرف ایک خدا کی عبادت کی طرف بلاتے ہیں۔عبادت سے مراد منصب غلامی، لازمہ عبادت کے ہیں اس کا باطنی رخ اعلیٰ درجہ کی محبت، تعظیم اور اللہ تعالیٰ سے کامل محبت، شرم وحیا کرنا ہے جیسے قرآن مجید میں ہے کہ :

"وَالَّذِيْنَ آمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ، وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا" ...

وہ کہتے ہیں کہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی غایت کو خوب سمجھتے تھے۔ایک اور آیت سے وضاحت کرتے ہیں کہ :

"يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ..."(البقرۃ)

اور

"اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ"...

مذکورہ بالا آیات کے ذریعے عبادت کے تصور کی وضاحت کی ہے"۔

المختصر! انہوں نے حدیث کی تشریح میں قرآنی آیات لاکر حدیث کی تشریح کو مزید واضح کر دیا ہے اور اسلام کے ایک بڑے رکن عبادت کا تصور واضح کر دیا ہے۔

حدیث کی تشریح صرف ونحو سے۔

قال تعالیٰ ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتا۔۔۔ (26)

کتاب المواقیت کی صرفی ونحوی تشریح کرتے ہوئے باب کے ترجمہ کی وضاحت کرتے ہیں "کہ کتاب مصدر ہے بمعنی مکتوب یعنی لکھا ہوا یعنی اس باب میں نماز کے اوقات مقررہ کا بیان ہوا ہے اور ان کے اوقات کے مسائل کو بھی زیر بحث لائے ہیں۔ میقات بروزن مفعال کے بتاتے ہیں، اس کا فرق بتاتے ہیں کہ کتاب میں مطلق اوقات درج ہیں۔ خواہ وہ فضیلت والے ہیں یا کراہت والے اور باب کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ باب میں صرف افضیلت والے اوقات کا بیان ہے"۔

المختصر! دیکھا جائے تو یہ فرق صرف ونحو کے حوالے سے واضح ہوا ہے اس فرق کے بیان سے مبتدی قاری بھی اس کتاب میں مواقیت افضیلہ کے باب کو لانے کی غایت کو سمجھ سکتا ہے کہ افضل وقت نماز کیلئے کون سا ہے۔ یہ ایک اچھا استدلال ہے۔

☆قرآن مجید کی سورۃ النساء کی آیت سے باب کو مطابقت دینا علامہ صاحب نے امام بخاری کی آیت قرآنی سے استدلال کر کے نماز کے حوالے سے سورۃ النساء کی آیت کو لا کر نماز کی اہمیت کو قرآن مجید سے واضح کیا ہے کہ نماز مسلمان پر اس قدر لازمی فرض ہے کہ اس کی ادائیگی کا حکم قرآن مجید میں کئی ایک مقامات پر آیا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے سے بندگی مقصود ہے اور اس بندگی کو ہر حال میں ادا کرنا نہایت ضروری قرار دیا گیا ہے۔ علامہ صاحب کے نزدیک اس کی اہمیت اتنی ہی مسلم ہے جتنی امام بخاری نے وضاحت کرنے کی کوشش کی۔ شاید یہی وجہ ہے کہ انہوں نے نماز کے حوالے سے ایک چھوٹی سی کتاب بھی لکھی ہے (حکم النبی بکفر من لا یصلی) جس میں آپ بے نماز کو کافر قرار دیتے ہیں۔

جبکہ ان کی اس شدت کی تاکید کو دیگر علماء مذاہب اربعہ تسلیم نہیں کرتے بلکہ وہ یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ بے نماز کفر کا مرتکب ہو جاتا ہے کافر نہیں ہوتا۔ بہر حال محسوس ہوتا ہے کہ ان کے مؤقف کی شدت کی وجہ شاید اسی باب کی مطابقت کی وجہ سے ہے۔ لیکن ان کی شدت تکفیر کی اس رائے سے دوسرے اتفاق نہیں کرتے۔ ہو سکتا ہے کہ علامہ صاحب بے نماز کو اس شدت کی تنبیہ سے نمازی بنانا چاہتے ہوں۔

باب کی مطابقت کی وضاحت اور تاخیر کی اباحت کی مثال علامہ صاحب نماز کو افضل اوقات میں ہی زیادہ اولیٰ قرار دیتے ہیں جبکہ دوسرے فقہاء اس سے اختلاف رکھتے ہیں۔ تاہم ان کی تاخیر کی اباحت کے قائل بھی ہیں لیکن شرعی عذر کی وجہ سے اور اسی باب کی شرح میں حضرۃ امام حسین کی شرعی عذر پر نماز میں تاخیر کا جواز پیش کر کے اپنے مؤقف کی تائید کرتے ہیں کہ شرعی عذر ہونے پر نماز میں تاخیر کی جا سکتی ہے۔ لیکن دوسری طرف وہ حضرۃ عمر بن عبد العزیز جو کہ مدینے کے حاکم تھے اور (ان کی والدہ ام عاصم حضرۃ عمر فاروق کی پوتی تھیں جن کا اصل نام لیلیٰ تھا اور ان کے والد امام العصر، مجتہد، فقیہ عالم تھے) ان سے نماز کی تاخیر ہوئی اور بے سبب ہوئی تو یہاں پر بتاتے ہیں کہ اتنے بڑے عالم، عابد، زاہد کے بیٹے ہو کر جب ان سے نماز میں تاخیر ہوئی تو انہوں نے کئی بار اپنے اللہ کے حضور

معافی مانگی اور ایک عرصہ تک استغفار کرتے رہے۔(27) یہاں پر وہ یہ واضح کرتے ہیں کہ تاخیر کی اباحت شرعی عذر کی بناء پر ہے نہ کہ کاروبار خلافت میں مصروفیت کی بناء پر کچھ بھی ہو جائے نماز کو اپنے وقت پر پڑھ لینا چاہئے یہی اس باب کا تقاضا ہے اور امام بخاری کا بھی یہی مقصود ہے۔

امام بخاری کی سند میں (رَجُلاً) کی وضاحت کی مثال۔

حدثنا یزید ابن ذریع عن سلیمان التیمی عن ابی عثمان النعدی عن ابن مسعود ان رجلاً اصاب من امرأۃٍ قبلہ (28)

فاضل محدث نے نصرۃ الباری میں "امام بخاری کی سند میں آئے ہوئے راویان میں سے ایک راوی جسے رجلاً کہہ کر بیان کیا گیا ہے اس کی وضاحت کو نہایت ضروری خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ سند کا ابہام متن کے اشکال کو جنم دیتا ہے اور اشکال متن کو ضعف کی طرف لے جاتا ہے جس کی وجہ سے قاری جو کہ امام بخاری کے طریقہ تبیین، تحدیث سے ناآشنا ہوتا ہے۔ وہ امام بخاری کے مقام سے بھی ناواقف ہوتا ہے۔ اسے اس جہل کی وجہ سے اس حدیث کی سند میں سقم نظر آئے گا اور وہ بخاری جو کہ اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے اس کے بارے میں شک میں مبتلا ہو جائے گا۔

علامہ صاحب نے اس جہل کو رفع کرنا نہایت ضروری سمجھا ہے تاکہ قاری کا ذہن صاف ہو جائے۔ نیز وہ لوگ جو احادیث پر اپنے تحفظات پیش کرتے ہیں یا انہیں صداقت کی حیثیت دینے سے انکاری ہیں یا ان کا کام جامع صحیح بخاری میں اشکال پیدا کرنا ہے ان کی تمام کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں اور نصرۃ الباری کی ندرت واضح ہو جاتی ہے اور انہیں یہ توفیق ملتی ہے کہ وہ اس جہل کو ختم کر دیتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ رَجُلاً سے مراد ابوالیسر ابو حبہ کعب بن عمرو انصاری یا عامر بن قیس وغیرہ بتایا ہے"۔

المختصر! مندرجہ بالا تمام اسماء گرامی صحابہ کرام کے ہیں۔ جس سے حدیث کا وصل ثابت ہو جاتا ہے اور حدیث کی صداقت بڑھ جاتی ہے۔ ورنہ یہ حدیث مرسل رہ جاتی ہے کیونکہ جس حدیث کے آخر سے صحابی کا نام ہٹا دیا جائے تو وہ حدیث مرسل کہلاتی ہے۔ بہر حال علامہ صاحب کی دینی کوششوں میں سے یہ ایک اچھی کاوش ہے۔ اور اس طرح بخاری میں حدیث مرسل کی موجودگی کا الزام بھی ختم ہو جاتا ہے۔

احادیث کا ظاہری تعارض ختم کرنے کی مثال (اعمال کی فضیلت کے حوالے سے)

باب فضل الصلاۃ لوقتھا۔۔۔ ھشام بن عبدالملک عن شعبہ عن ولید بن عیزار عن عمرو الشیبانی عن ابن مسعود قال سألت رسول اللہ ﷺ ای العمل احب الی اللہ۔۔۔۔۔۔(29)

فاضل محدث نے نصرۃ الباری میں شرح صحیح بخاری کے ضمن میں اسلوب تبیین کی کیفیات میں سے ایک کیفیت یہ بھی رکھی ہے کہ وہ احادیث کے ظاہری تعارض کو ختم کرتے ہیں کیونکہ کوئی بھی قاری جب دونوں احادیث میں کوئی فرق دیکھتا ہے تو اسے اشکال ہو جاتا ہے اور حدیث کے سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے

۔علامہ صاحب کی یہ ایک اچھی کاوش ہے۔ایک محدث اور شارح کا یہ وطیرہ رہنا چاہئے اس طریقہ سے بخاری شریف جس کا سمجھنا صرف علماء کا کام ہے اس طرح کی شرح سے وہ مبتدی قاری اور متوسط طبقے کے ذہن کیلئے بھی آسان ہو جاتی ہے۔

فاضل محدث نے بخاری شریف کی اس حدیث میں پہلے نماز کو افضل بتایا ہے لیکن اسی حدیث میں مزید اعمال صالحہ کا ذکر بھی ہے کہ وہ بھی افضل ہیں۔اب دیکھنا یہ ہے کہ ان تمام میں سے سب سے زیادہ افضل عمل کونسا ہے۔تمام اعمال افضل تو ہیں ہی لیکن اپنے اپنے مقام پر ایک مبتدی قاری کیلئے یہ بات مشکل ہو جاتی ہے کہ ان تمام اعمال میں سے کسے افضل جانے۔اگر تمام افضل ہیں تو زیادہ افضل کونسا ہے۔اس کیفیت کی وضاحت انہوں نے کر دی ہے کہ دیگر احادیث میں دیگر اعمال کو بھی افضل بتایا گیا ہے اور اب یہ الجھن رہ جاتی ہے کہ کون سا عمل افضل ہے۔دونوں احادیث میں مختلف اعمال کی فضیلت بتائی گئی ہے۔اس کی وضاحت علامہ صاحب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے۔آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ سائل کی استعداد دیکھ کر اعمال کی افضیلت بتاتے تھے۔اختلاف سائلین اور اختلاف احوال،اوقات کو مد نظر رکھنے مثلاً جب کافر غلبہ کریں تو جہاد افضل ہے۔اور جب قحط پڑ جائے تو صدقہ کرنا اور لوگوں کو کھانا کھلانا افضل ہے۔اسی وجہ سے ایسے ہی قیاس کیا جائے گا۔امام بخاری نے اسی حدیث کو کتاب الجہاد، کتاب الادب اور کتاب التوحید میں بھی بیان کیا ہے"۔

المختصر! بہر حال شارح کی اس کیفیت تبیین سے ایک مبتدی قاری اس حدیث کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے اور دو احادیث کو متعارض نہیں سمجھتا۔اعمال کی افضیلت کے حوالے سے اسے کوئی اشکال نہیں رہتا جیسا وقت ہوتا ہے ویسے ہی اعمال کی ضرورت اس پر واضح ہو جاتی ہے۔اور یوں یہ اعتراض ختم ہو جاتا ہے کہ امام بخاری اپنی مرضی میں احادیث متعارضہ بھی بیان کی ہیں ان کی اس کاوش سے یہ اشکال یا اشتباہ ختم ہو جاتا ہے۔

احادیث کی شرح میں تاریخی تلخ حقیقتوں کی تبیین کی مثال۔

حدثنا عمر بن حفص قال حدثنا یزید ابن ابراھیم قال حدثنا قتادہ عن انس عن النبی ﷺ انہ قال اعتدلوا فی السجود۔(30)

فاضل محدث کی کیفیت تبیین میں اس گوشے کو بھی واضح کرتے ہیں کہ "حضرۃ انس بن مالک زندہ تھے اور ولید بن عبدالملک حاکم تھا اس کا فرستادہ حاکم حجاج بن یوسف تھا۔یہ دونوں نمازوں کو بلا وجہ مؤخر کیا کرتے تھے۔جس کی وجہ سے رعایا میں بھی یہ تاخیر رواج پانے کا اندیشہ لاحق تھا کیونکہ (الناس علٰے دین ملوکہم) "رعایا اپنے حاکم کے دین پر ہوتی ہے" اس وجہ سے حضرۃ انس بن مالک اسی تاخیر اور تضیع نماز پر روتے تھے۔وہ حجاج کی شکایت کرنے ولید بن عبدالملک سے گئے تھے تاکہ حکام وقت کو نماز اور شعائر اسلام کا پابند بنایا جائے"۔

المختصر! شارح نے وضاحت کی ہے کہ اس وقت جب حضرت انس زندہ تھے،نوابوں،وزیروں کا یہ عالم تھا تو آنے والا وقت تو اس سے کہیں زیادہ بھیانک ثابت ہو سکتا ہے۔لہٰذا کیوں نہ حکام وقت کو ان کی غلطی کا احساس دلایا جائے اور آج بھی اس کی ضرورت سے انکار نہیں ہے۔آج کل کے حکمران بھی ایسے ہی ہیں نمازیں تساہل کرتے ہیں،غفلت میں پڑے رہتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ جملہ اعتقادات،وعبادات میں بدعات شروع ہو جاتی ہیں اور مصروفیت کے بہانے

نمازوں میں غفلت مجرمانہ ہو جاتی ہے۔ نیز انہوں نے ولید کی جمعہ کی تاخیر کا واقعہ بھی بیان کیا ہے کہ اس نے اتنی تاخیر کی کہ شام ہو گئی۔ یہ صورتیں ضلالت کی طرف لے جاتی ہیں۔ اس کیفیت کی تبیین سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایک مبتدی، قاری کو نماز کی اہمیت، افادیت کا ادراک ہو جائے اور تاریخی کیفیات میں جو مجرمانہ غفلت انفرادی یا اجتماعی ہوتی رہی ہے اس سے اجتناب کیا جائے یہ نہایت لازم اور ضروری ہے۔

حوالہ جات خدمات حدیث

1۔ دہلوی، علامہ عبدالستار، تفسیر ستاری، مرتبہ ابو محمد سلطان احمد میانوالوی، ج1، ص23، مطبوعہ اشاعۃ الکتاب والسنہ کراچی 1965ئ

2۔ // // // // // // // //25// // // //

3۔ // // // // // // // //27// // // //

4۔ // // // // // // // //28// // // //

5۔ // // // // // // // //29// // // //

6۔ // // // // // // // 38// // // //

7۔ // // // // // // // //43// // // //

8۔ القرآن، البقرۃ(2):47

9۔ //، //، (2):65

10۔ //، النسائ(4):13

11۔ //، البقرہ(2):79

12۔ //، الحجر(15):9

13۔ //، النجم(52):3

14۔ //، القیامہ(75):15-17

15۔ //، الجمعہ(62):2

16۔ //، آل عمران(3):164

17۔ مقدمہ نصرۃ الباری، مکتبہ ایوبیہ، اے ایم کراچی 1383ھ، ج:1، ص:26-29

18۔ // // // // // //ص// // :

19۔ سعید غلام رسول، تذکرۃ المحدثین، فرید بک سٹال 1977 ، ص:196-200

20۔ زہید بن ناصر، تحقیق علی البخاری موقع الاسلام، 1422ھ، ص:ن

21۔ ندوی احمد اللہ سید، تاریخ حدیث اور محدثین، انجمن اساعۃ قرآن عظیم کراچی 1390ھ ج:2، ص:109

22۔ دہلوی شاہ عبدالعزیز محدث بستان المحدثین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی 1970، ص:279

23۔ مقدمہ نصرۃ الباری، مکتبہ ایوبیہ، اے ایم کراچی 1383ھ، ج:1، ص:27

24۔ // // // // //ص:20-29

25۔ دہلوی، نصرۃ الباری، ج:1، مطبوعہ دار الکتاب والسنۃ برنس روڈ کراچی، ص:10

26۔ // // // // //ص:28

27۔ دہلوی، نصرۃ الباری، ج:1، مطبوعہ دار الکتاب والسنۃ برنس روڈ کراچی، ص:34

28۔ // // // // //ص:34

29۔ // // // // //ص:35

30۔ // // // // //ص:36

31۔ // // // // //ص:36

32۔ // // // // //ص:37

33۔ // // // // //ص:

34۔ // // // // //ص:3

35۔ // // // // //ص:8

36۔ // // // // //ص:8

37۔ // // // // //ص:9

38۔ // // // // //ص:12